

جب تک اشکباری جاری نہیں ہوئی تھی، یہ خیال تھا کہ عشق کا بھید کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ جب ضبط کے تمام بند ٹوٹ گئے اور گریہ و زاری شروع ہو گئی تو راز چھپائے رکھنے کا معاملہ ہی ختم ہو گیا، کیونکہ اشکباری سے ہر شخص جان گیا، ہم مرضِ عشق میں مبتلا ہیں۔ عام قاعدہ ہے کہ جب تک بھید آشکارا نہ ہو، انسان بڑی احتیاط کرتا ہے، لیکن جب حقیقت بے اختیار واضح ہو جائے تو ضبط کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی اور رفتہ رفتہ رسوائی کا احساس کُند ہوتے ہوتے ختم ہو جاتا ہے۔ یہی صورت مرزا غالب کو پیش آئی۔ رونے سے ایسے دھوٹے گئے کہ پاس دلچاطا کا کوئی تسمہ لگانہ رہا۔ بالکل پاک ہو گئے۔ یعنی ضبط و احتیاط سے کام لائے پر روائی اختیار کر لی۔

## ۲۔ لغات۔ بہا: قیمت۔

آلاتِ میکشی: شراب نوشی کا سر و سامان۔

مشرح: ہمارے لیے دو ہی قضیتے تھے، ایک یہ کہ شراب پیئیں، دوسرا

یہ کہ شراب کے سر و سامان سے فارغ ہو جائیں۔ چنانچہ ہم نے شراب نوشی کا پورا سر و سامان شراب کی قیمت میں دے دیا۔ اس طرح ہمارے دونوں حساب صاف ہو گئے۔ نہ شراب کی قیمت ہمارے ذمے رہی، نہ سر و سامان ساتھ ساتھ اٹھائے پھرنے کی مصیبت سے دوچار ہوئے۔

۳۔ مشرح: اگرچہ تم (حسین) آوارگی کے باعث دنیا بھر میں رسوا ہو

گئے، لیکن اتنا تو ہوا کہ تمہاری طبیعتوں میں چالاک آگئی۔ سادگی اور سادہ لوحی باقی نہ رہی۔ اب کوئی تمہیں فریب نہیں دے سکتا۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں کہ طبیعتوں کا چالاک ہونا محاورہ ہے۔ اس مقام پر جمع اور مفرد دونوں طرح بولتے ہیں، لیکن مصنف پہلے شخص ہیں، جنہوں نے جمع کے ساتھ نظم کیا۔ تازگی لفظ اسی کو کہتے ہیں۔

۴۔ مشرح: کون کہتا ہے کہ بیل کی فریاد و فغاں بے اثر رہی ہے یہ جو